بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

قیامِ پاکستان کی اساس اِسلام سے مسلسل غدّاری

قومی اسمبلی میں اٹھویں ترمیمی بل پر ۹ اکتوبر ۸۵ء شام ساڑھے چھ بجے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے حسب ذیل خطاب کیا جسے مولانا حافظ انوار الحق نے قلم بند کیا (ادارہ)

گذارش ہے کہ جیسے آپ کو معلوم ہے میں کمزور ہوں کھڑے ہو کر نہیں بول سکتا۔

سپیکر۔ ہاں ٹھیک ہے آپ بیٹھ کر تقریر کریں۔

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔ جناب سپیکر و معزز اراکین آئین کے اندر آٹھویں ترمیم کا بل زیر بحث ہے۔ اس ترمیم پر معزز اراکین نے پرمغز اور معنی خیز تقاریر کر کے اس ترمیم کی ظاہری خوبیاں اور برائیاں مختلف اوقات میں بیان کیں۔ خدا کا فضل و کرم ہے کہ جس قدر اراکین اسمبلی ہیں ان میں معزز علماء، وکلاء و سیاستدان و دیگر کمالات کے جامع لوگ اس ایوان میں موجود ہیں۔ آپ سے گذارش ہے کہ مجھے نہ محاذ آرائی کرنی ہے اور نہ مخالفت برائے مخالفت بلکہ میرا مقصد ایک اہم مسئلہ کی طرف آپ حضرات کو توجہ دلانی ہے۔ وہ یہ کہ ان ترامیم یا آئین میں بہت دفعات ہیں لیکن میں اس ایک دفعہ کے متعلق جس کا تعلق نفاذِ شریعت سے ہے کچھ عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔

قیامِ پاکستان کا نعرہ قریباً ۴۰، ۴۵ سال قبل جب شروع ہوا اس وقت راہنمایان و مقتدیان قوم نے اپنے ہر اجلاس و اجتماع میں تحریک پاکستان کا مقصد لا الٰہ الا اللہ قوم کو بتایا۔ عوام یہ سمجھ کر کہ ہمارے لئے ایسے ملک کا مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ جس میں اللہ کی حکومت نافذ رہے گی۔ خدا کے دیئے گئے اختیارات چلائے جائیں گے۔

تاریخ ہمارے سامنے ہے کہ جن لوگوں نے خدائی حکومت میں خدا کے دیئے ہوئے نظام کو جاری رکھا ان لوگوں کے افعال و اقوال و برکات اسلامی تاریخ کا ایک سنہری باب کہلاتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ امیر مملکت اسلامی ہیں حکومت خداوندی کے ایک بہت بڑے خطہ کے بادشاہ و امیر المومنین ہیں۔ اس کے گھر والی نے ایک دن

عرض کیا کہ دل چاہتا ہے کہ ایک دن کوئی میٹھی چیز کھانے کو ملے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ مجھے بیت المال سے جو روزینہ ملتا ہے (مثلاً اس زمانے کے آٹھ آنے) اس میں میٹھی چیز تیار نہیں ہو سکتی۔ چند دن بعد بیوی نے میٹھی چیز کھانے میں پیش کر دی۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ یہ چیز کہاں سے ملی۔ بیوی نے عرض کیا کہ آپ کو جو روزینہ ملتا ہے اس سے کچھ حصہ مثلاً ایک ایک پیسہ جمع کرتی رہی جس سے یہ میٹھی چیز تیار ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خود بیت المال کے خزانچی کو بلا کر حکم دیا کہ میرے روزینہ سے وہ زیادہ حصہ کاٹ دیا جائے جس سے واجبی کھانے وغیرہ کے علاوہ زیادہ چیز تیار کی گئی تھی۔ آپ اندازہ لگائیں کہ خدائی حکومت میں امیرالمومنین کتنی احتیاط کا مظاہرہ فرماتے تھے اور یہی حالت ہمارے عوام کی بھی تھی۔ کہ تحریک پاکستان کے نعرہ کے وقت یہ تصور کیا ہمارے امراء و برسراقتدار طبقہ بھی اپنے خوش لباسی و عیاشی کو چھوڑ کر اسی نقش قدم پر چلیں گے۔

اسلامی حکومت کی ایک اور مثال کہ حضرت عمرؓ ساری ساری رات گلیوں اور جنگلوں میں پھرا کرتے تھے کہ کہیں کسی غریب کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اسی دوران ایک رات جنگل میں ایک بدو کے خیمہ سے کراہنے کی آواز سنی حضرت عمرؓ نے آواز دے کر بلایا۔ کراہنے کی وجہ پوچھی اس نے بتایا کہ بیوی وضع حمل کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ حضرتؓ عمر نے پوچھا کہ کوئی نرس وغیرہ ہے۔ بدو نے کہا کہ ہم غریبوں کے پاس نرس کہاں سے آئے۔

حضرتؓ عمر فوراً گھر گئے۔ آدھی رات کا وقت ہے۔ اپنی بیوی ام کلثوم کے پاس گئے جو سردار انبیاء کی نواسی، حضرت علی و حضرت فاطمہ کی بیٹی ہے۔ بادشاہ وقت کی بیوی گویا ملکہ ہے۔ کوئی ایسی ویسی عورت بھی نہیں ماجرا سنا کر اس کو اس بدو کی بیوی کی خدمت کے لئے جا رہے ہیں۔

حضرت ام کلثوم خدمت کرنے لگی حضرت عمرؓ اور بدو خیمہ سے باہر بات چیت کرنے میں مصروف ہیں۔ اتنے میں اندر سے ام کلثوم نے آواز دی۔ امیرالمومنین مبارک ہو آپ کا بھتیجا پیدا ہوا ہے۔ بدو جو کہ ابھی تک امیرالمومنین کو پہچانتا نہیں تھا۔ امیرالمومنین کا لفظ سن کر کپکپا نے لگا، ڈرنے لگا۔ کہ یہ کیا ہوا۔ امیرالمومنین کو اتنی تکلیف دی امیرالمومنین نے اس کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ گھبرائیے مت یہ میرا اسلامی فریضہ تھا۔

عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں جو کہ انصاف و عدل کا ایک تاریخی دور تھا۔ ایک چرواہا جنگل میں رونے لگا لوگوں نے وجہ پوچھی کہ آخر تم کو کیا ہوا کہ رو رہے ہو اس نے کہا کہ ہمارا نوجوان امیر یعنی عمر بن عبدالعزیز انتقال کر گئے لوگوں نے کہا کہ کیا تمہارا دماغ خراب ہوا تمہیں کیسے معلوم ہوا نہ فون ہے اور نہ اور کوئی ذریعہ سے تمہیں اطلاع ملی ہے اس نے جواب میں کہا۔ کہ میں ایک چرواہا ہوں۔ جانور چرا رہا ہوں اور عمر کے دو سال کے اقتدار کے دوران جنگل میں بکریاں شیر چیتا وغیرہ ایک جگہ پھرتے رہے کسی ایک نے دوسرے کو نہ پھاڑا، نہ چھیڑا اور نہ حملہ کیا۔ لیکن آج ایک شیر نے میری بکری پر حملہ کر کے مار ڈالا۔ جس سے میں سمجھ گیا کہ عمر بن عبدالعزیز کے برکت و انصاف کا دور ختم ہو گیا

انصاف اٹھ گیا ظلم نے پھر سر اٹھایا۔

میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ خدائی حکومت کی برکات اتنی ہوتی ہیں کہ پھر خدا کی قسم نہ فوج کی ضرورت پڑتی ہے نہ پولیس کی۔ اور نہ کسی حفاظتی اداروں کی جب راس الحکمۃ مخافۃ اللہ کے مطابق اللہ کا خوف دل میں آجائے سب کچھ درست ہوجاتا ہے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں ہم جو چیز بازار سے خریدتے تھے کبھی یہ خوف نہ ہوتا کہ دکاندار کبھی کم چیز ہمیں دے گا۔ اور اگر کبھی ایسا ہو جائے تو یقین تھا کہ وہ کمی وہ دکاندار خود پوری کرکے گھر پہنچا دے گا۔

ہمارے عوام نے بھی لا الہ کا نعرہ سن کر جو خدائی حکومت کا نعرہ تھا اس کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا کر میدان میں نکلے، پاکستان کے لئے قربانیاں دیں سعی شروع کی۔

پوائنٹ آف آرڈر۔ نصرت علی شاہ۔ ابھی مولانا نے ذکر فرمایا۔ نہایت ادب و احترام سے پوچھتا ہوں کہ حضرت عمر کی شادی حضرت ام کلثوم سے ہوئی تھی یہ درست نہیں اتنی کم سنی۔

مولانا عبدالحق۔ قرآن کے بعد اصح الکتب بخاری میں حدیث ہے کہ ام کلثوم حضرت عمر کی بیوی تھی۔

شاہ تراب الحق۔ ہم کسی کو اپنا مسلک چھوڑنے پر مجبور نہیں کرتے۔ مگر جہاں تک ام کلثوم کے حضرت عمرؓ کی بیوی ہونے کے رشتہ کا تعلق ہے جیسے مولانا نے فرمایا ہے بالکل ٹھیک ہے۔ امام نسائی نے نسائی میں دو جنازوں کے ایک ساتھ پڑھنے کے سلسلوں میں ایک باب باندھا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ام کلثوم حضرت عمر کی بیوی ہے۔

نصرت علی شاہ۔ کیا مولانا فرمائیں گے کہ اس وقت حضرت ام کلثوم کی عمر کیا تھی؟

سپیکر۔ مولانا اس متنازعہ بحث کو چھوڑ دیں۔

اچھا تو میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے عوام نے اسلام کا نعرہ سنا۔ خوشی سے اپنی تمام چیزوں و جائیدادوں کو چھوڑا کہ اسلام کے زیر اثر زندگی گذاریں گے۔ اس قربانی و جذبہ کی خاطر اب بھی کروڑوں مسلمان ہندوؤں کے یرغمالی ہیں۔ لاکھوں مہاجرین کر یہاں آئے ہزاروں شہید ہوئے۔ ماؤں بیٹیوں کی عصمت دری ہوئی اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ ہندوستان و ببرک کارمل اور روس مسلمانوں اور پاکستان کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ تحریک پاکستان کے خلاف مصروف عمل ہیں۔ حالاں کہ ہمارے عوام نے یہ سب کچھ اسلام کی بالادستی کے لئے برداشت کیا اور اب بھی عوام اور ہماری جان و مال اسلامی نظام و پاکستان کی بقاء کے راستے میں قربانی کے لئے حاضر ہے۔

اب ہم سوچیں کہ کیا یہ قربانیاں چند کرسیوں کے لئے تھیں کہ ہم کو صرف کرسی ملے، اقتدار ملے۔ نہیں اس لئے پاکستان نہیں بنایا تھا۔ ۴۷ء سے ۵۶ء تا ۵۸ء تک قریباً دس برس اسی کرسی سے اتارنے چڑھانے میں گزر گئے۔ چاہئے تھا کہ پاکستان بنتے ہی لا الٰہ اللہ کا وعدہ پورا کرتے لیکن اس کی بجائے کرسیوں کے چکر میں رہے فلاں کہتا کہ میری اکثریت دوسرا کہتا میری اکثریت۔ اب آپ کو معلوم ہے کہ ۷۰ء میں وہ مشرقی پاکستان جو تحریک پاکستان میں سب سے آگے تھا وہ

صرف اسلامی نظام کے جذبے سے حصہ لے رہا تھا۔ مگر جب دیکھا کہ کرسیوں کی جنگ ہے اسلام کے لئے کچھ ہونا ممکن نہیں تو سوچا کہ اب متحد رہنے کا نہیں فائدہ۔ چنانچہ تسبیح کا ہار ٹوٹنے سے جیسے سارے دانے بکھر جاتے ہیں ہم سے اتحاد ختم کرکے الگ حکومت بنادی۔ جب اسلام کا دعویٰ تھا ایک تھے جب وہ نہ رہا انہوں نے ہم سے الگ ہوکر اپنے لئے بنگلہ دیش بنادیا۔ اس کے بعد پھر نظام مصطفیٰ کا اعلان ہوا۔ تحریک چلی، لوگوں نے جیل کاٹے شہید ہوئے یہاں تک کہ ہمارے موجودہ برسر اقتدار لوگوں نے نظام مصطفیٰ کا اعلان کیا۔ معاملہ مجلس شوریٰ تک آیا اعلانات ہوئے قانون شفعہ، شہادت قانون عدل و انصاف کے مژدے سنائے گئے۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ حکومت نے کوئی اطمینان بخش کام قوم کو نہ دیا۔

> پھر اسلام کے نام پر ریفرنڈم والیکشن ہوا کامیابیاں ہوئیں اس چھ مہینے میں ہم نے کونسی ایسی چیز قوم کو اسلام کے لئے پیش کی جس سے قوم کو اطمینان دلا سکیں؟

بہر تقدیر کچھ طمع تو تھی کل پرسوں ترمیم اسلام کے لئے ہوجائے گا۔ چنانچہ اب ترمیم کا مسئلہ شروع ہوا ہم سمجھ رہے تھے اسلام کی بالا دستی کا ترمیم آئے گا جب کہ دفعہ ۲۰۳ سی میں پابندیاں لگادی گئیں کئی مستثنیات ہیں پرسنل لا، مالی امور اور دستوری مسائل کو شریعت کورٹ میں چیلنج کرنے سے مستثنیٰ کردیا گیا۔ گویا مطلب یہ ہوا کہ ۴۰،۵۰ سال سے اسلام کا جو نام لیا جارہا تھا اس کے لئے کچھ کرنے کا ارادہ ہی نہیں۔ شریعت پر ہم نے پابندی لگا دی۔ خدا کے سامنے ہم کیا جواب دیں گے۔

ترمیم میں جو شقوق شریعت کے موافق ہیں اس کو مانیں گے جو خلاف شرع ہیں ہم اس کا برملا انکار کریں گے۔ ہم سے روز محشر خدا پوچھے گا کہ تم نے اسلام کے نام پر ریفرنڈم کیا۔ اسلام کے نام پر الیکشن ہوا مگر تم نے اسلام کے لئے کیا کیا۔

سپیکر۔ جناب ختم کردیں۔

مولانا۔ اچھا شکریہ

نوٹ:۔ مدیر الحق سفر پر رہے اس لئے نقش آغاز میں حضرت مدظلہ کی تقریر شامل کی گئی ہے۔